Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Perspectives of Islamic Shari'ah's Wisdom and Objectives in Politics and Political Theories: A Contemporary Study of Selected Islamic Thought

سیاست وسیاسی نظریات میں شریعت اسلامیہ کے اسرار وحکم کے تناظرات: منتخب اسلامی فکر کا معاصرانہ مطالعہ

Authors Details

1. Dr. Hafiz Zahid Farooq (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan. zahid.farooq@ais.edu.pk

2. Dr. Sidra Ahmed
Assistant Professor, BS – IR, Department of Humanities and Social Sciences, DHA Suffa University Karachi, Pakistan.

2. Hafiza Ambreen Fatima
Learning Alliance Teaching staff, DHA phase 8 Lahore, Pakistan.

Citation

Farooq, Dr. Hafiz Zahid, Dr. Sidra Ahmed and Hafiza Ambreen Fatima." The Perspectives of Islamic Shari'ah's Wisdom and Objectives in Politics and Political Theories: A Contemporary Study of Selected Islamic Thought."Al-Marjān Research Journal, 3,no.1, Jan-Mar (2025):245−262.

Submission Timeline

Received: Dec 13, 2024
Revised: Dec 28, 2024
Accepted: Jan 06 , 2025
Published Online: Jan 14, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

The Perspectives of Islamic Shari'ah's Wisdom and Objectives in Politics and Political Theories:
A Contemporary Study of Selected Islamic Thought

سیاست وسیاسی نظریات میں شریعت اسلامیہ کے اسرار و حکم کے تناظرات: منتخب اسلامی فکر کا معاصرانہ مطالعہ

☆ ڈاکٹر حافظ زاہد فاروق ☆ ڈاکٹر سدرہ احمد ☆ حافظ عنبرین فاطمہ

Abstract

This study explores the intricate relationship between Islamic Shari'ah and political theories, focusing on the wisdom (Asrar) and objectives (Hikam) embedded within Islamic jurisprudence. It critically analyzes selected Islamic scholarly thought to uncover the principles that govern political systems in the light of Shari'ah. The research emphasizes the dynamic nature of Islamic political philosophy, which offers a comprehensive framework for governance rooted in justice, equity, and the welfare of humanity. By juxtaposing traditional Islamic principles with contemporary political ideologies, the study examines the relevance of Shari'ah in addressing modern political challenges such as democracy, pluralism, and global governance. The analysis highlights how Islamic concepts like Shura (consultation), Adl (justice), and Maslahah (public welfare) can contribute to sustainable political structures in diverse socio-political contexts. The paper adopts a comparative and analytical approach, presenting a nuanced understanding of how selected Islamic thinkers interpret the application of Shari'ah in contemporary political scenarios. It aims to bridge the gap between theoretical frameworks and practical implementation, offering valuable insights for policymakers, scholars, and political activists interested in integrating Islamic values into modern governance.

Keywords: Islamic Shari'ah, political theories, Islamic thought, contemporary relevance, governance, Shura, justice, public welfare

تعارف موضوع

سیاست اور سیاسی نظریات میں شریعت اسلامیہ کا کردار ایک انتہائی اہم موضوع ہے جس پر جدید دور میں مختلف مکاتبِ فکر اور مفکرین نے وسیع بحث کی ہے۔ شریعت اسلامیہ کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے، جو نہ صرف فرد کی روحانیت بلکہ اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کو بھی منظم کرنے کی ہدایت دیتی ہے۔ اس میں سیاست و حکومت کی بنیادوں کو بھی واضح کیا گیا ہے، جہاں انصاف، مساوات اور عوامی مفاد کے اصولوں پر زور دیا گیا ہے۔ اسلامی شریعت میں سیاست کا مفہوم محض حکومتی طاقت کے استعمال یا ریاستی امور کو چلانے تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ایک وسیع تر فریم ورک فراہم کرتی ہے جس میں فرد اور جماعت کی ذمہ داریوں، حقوق اور فرادی کی آزادی کے ساتھ ساتھ اسلامی اقدار کے تحفظ کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کے تحت حکومت کو عوام کے مفاد میں فیصلے کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے، اور اس میں مشورے، مشاورت، اور اجماع کی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف لاہور، لاہور، پاکستان۔
☆ اسسٹنٹ پروفیسر، BS – IR، ڈیپارٹمنٹ آف ہیومینیٹیز اینڈ سوشل سائنسز، ڈی ایچ اے صفا یونیورسٹی کراچی، پاکستان۔
☆ لرننگ الائنس ٹیچنگ اسٹاف، ڈی ایچ اے فیز 8 لاہور، پاکستان۔

اہمیت کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی فکریات کے تناظر میں سیاست اور سیاسی نظریات کے بارے میں شریعت اسلامیہ کے اسرار و حکمتوں کو سمجھا جائے اور یہ جانا جائے کہ ان اصولوں کو جدید سیاسی نظریات اور نظاموں کے ساتھ کیسے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔ اس تناظر میں اسلامی سیاست میں 'شوریٰ'(مشورہ)، 'عدل'(انصاف)، اور 'مصلحت'(عوامی مفاد) جیسے بنیادی اصولوں کو اہمیت دی گئی ہے، جو کہ حکومت کے انتظام، فیصلوں اور سیاست میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس مطالعہ کے ذریعے ہم اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ اسلامی فکریات میں پائی جانے والی حکمتیں کس طرح موجودہ سیاسی مسائل اور چیلنجز جیسے جمہوریت، کثرت پسندی، اور عالمی حکومت کے سوالات کا جواب فراہم کر سکتی ہیں۔ اس میں نہ صرف قدیم اسلامی نظریات کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے گا بلکہ ان کو موجودہ سیاسی و سماجی حقیقتوں کے ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ ایک مؤثر اور حقیقت پسندانہ سیاسی نظریہ تشکیل دیا جا سکے جو نہ صرف اسلامی اصولوں پر مبنی ہو بلکہ عصری تقاضوں سے ہم آہنگ بھی ہو۔

مبحث اول: اسلامی فلسفہ سیاست میں انسان کی اصل حیثیت اور فطرت

1. لفظ انسان کی لغوی واصطلاحی مباحث کے اطلاقات

اسلام کے فلسفہ سیاست اور نظریہ سیاسی کو سمجھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کارخانہ تخلیق میں "انسان" کے نام سے وجود میں آنے والی مخلوق کی اصل حیثیت کیا ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم کی تقریباً 58 مقامات پر "الانسان" کے نام سے کیا گیا ہے۔ جس سے اس کی اہمیت مزید واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اکثر ماہرین لغت اور نحویین کے مطابق انسان کا مادہ ا۔ن۔س ہے، اور یہ "اَنَس" یا "اُنس" سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی الفت، محبت اور ربط و تعلق ہے۔[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی وجہ تسمیہ انس و محبت ہے جو وحشت اور نفرت کی ضد ہے۔ اسی بناء پر اس کی فطرت معاشرت ہے منافرت نہیں اور سیاسی تنظیم اس انس و مودت اور مل جل کر زندگی بسر کرنے کا نام ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں نسل انسانی کو قبائل میں تقسیم کرنے کا مقصد باہمی تعارف قرار دیتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ[2]

"لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے"۔

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کا باہمی مل جل کر رہنا ایک فطری اور جبّلی عمل ہے۔ تعارف ایک دوسرے سے مانوس ہونے کو کہا جاتا ہے۔ جو اصل میں اُنس، تعلق اور تعاون کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے۔ یہ اس لئے کہ انسانی سرشت میں تنافر نہیں بلکہ اُنس و تعارف ہے۔ اور اسی کو تمدن و اجتماعیت کہا جاتا ہے۔ جس کے لئے سیاسی عمل و نظم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضمن میں امام ابو النصر فارابیؒ (متوفی: 339ھ) لکھتے ہیں:

[1] Ibn Manẓūr al-Afrīqī, Muḥammad ibn Karam, *Lisān al-ʿArab* (Beirut: Dār Ṣādir, n.d.), 4: 10–11
[2] al-Ḥujurāt, 49:13.

وَالْإِنْسَانُ مِنَ الْأَنْوَاعِ الَّتِى لَا يُمْكِنُ اَنْ يُتِمَّ لَهَا الضُّرُورِى مِنْ أُمُورِهَا وَلَا تَنَالُ الْأَفْضَلَ مِنْ أَحْوَالِهَا إِلَّا بِاجْتِمَاعِ جَمَاعَاتٍ[3]

"اور انسان ان انواع میں سے ہے جو اجتماعی زندگی کے بغیر نہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکتے ہیں اور نہ زندگی کی اعلی ترین حالت تک پہنچ سکتے ہیں"۔

2. غزالی کی تقسیم از فنون

اسی طرح امام غزالیؒ (متوفی:505ھ) نے چار قسم کے فنون کو انسان کی فطری ضرورت قرار دیا ہے۔ جن کے بغیر دنیا کا نظام نہیں چل سکتا۔

أصول لا قوام للعالم دونها وهي أربعة الزراعة وهي للمطعم والحياكة وهي للملبس والبناء وهو للمسكن والسياسة وهي للتأليف والاجتماع والتعاون على أسباب المعيشة وضبطها ۔[4]

"چند اصول ہیں جن کے بغیر کائنات قائم نہیں ہو سکتی اور وہ چار ہیں۔ ایک زراعت ہے جو خوراک کی ضرورت پورا کرتی ہے۔ دوسرا حیاکتہ پوشاک کے لئے، تیسرا رہائش کے لئے تعمیرات اور باہمی الفت، معاشرت اور اسباب معیشت پر اور اس کے ضبط پر تعاون کے لئے سیاست ہے"۔

مبحث دوم: اسلام میں سیاست کے اصول اور قیادت کی ذمہ داری

1. نبوت وسیاست کا باہمی تعلق

سیاست کا اسلامی اصولوں اور تعلیمات کے مطابق انجام دہی اسلام کا ایک مستقل باب ہے؛ جیسا کہ ابو حازمؒ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ کی مجلس میں پانچ سال تک بیٹھا ہوں۔ میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَ إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ، قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا، قَالَ: فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ.[5]

"بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب بھی ان کا کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرے ان کی جگہ آموجود ہوتے، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے نائب ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا ہمیں کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کر لو، بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا"۔

---

3 Abū al-Naṣr al-Fārābī, Muḥammad ibn Tarkhān, *al-Siyāsah al-Madīnah* (Beirut: n.p., 1964), 69.

4 Imām Ghazālī, Muḥammad ibn Muḥammad al-Ghazālī, *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn* (Beirut: Dār al-Maʿrifah), vol. 1, 12

5 Imām Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, kitāb aḥādīth al-anbiyāʾ, bāb mā dhukira ʿan Banī Isrāʾīl, ḥadīth no. 3455.

اس حدیث سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ سیاست دراصل فریضہ نبوت رہا ہے۔ جو کام انبیاءؑ کے فرائض میں شامل ہو۔ وہ اسلام ہی کا ایک شعبہ ہوتا ہے۔ حدیث میں لفظ "تسوسھم الانبیاء" کی وضاحت کرتے ہوئے امام بدر الدین عینیؒ[6] لکھتے ہیں:

تَتَوَلَّى أُمُوْرَهُمْ كَمَا تَفْعَلُ الْأُمَرَاءُ وَالْوَلَاةُ بِالرَّعِيَّةِ وَالسِّيَاسَةُ الْقِيَامُ عَلَى الشَّيْءِ بِمَا يُصْلِحُهُ، وَذَالِكَ لِأَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا اَظْهَرُوا الْفَسَادَ بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا يُزِيْلُ الْفَسَادَ عَنْهُمْ وَيُقِيمُ لَهُمْ أَمْرَهُمْ وَيُزِيلُ مَا غَيَّرُوا مِنْ حُكْمِ التَّوْرَاةِ[7]

"سیاست سے مراد اُن امور کا اہتمام کرنا جن میں امت کے لیے صلاح و فلاح ہو اور یہ اس لیے کہ جب بنی اسرائیل میں فساد برپا ہوتا تو اللہ تعالیٰ دفع فساد کے لیے نبی بھیجتا جو اُن کے معاملات کو راستی پر قائم رکھتا اور تورات کے احکام میں جو تحریف وہ کر چکے ہوتے، اُن کا ازالہ فرماتا"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے معاملات کا انتظام اس وقت کے انبیاءؑ کرتے تھے جس طرح کہ امراء اور حکام اپنی رعیت کا انتظامی امور چلاتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ سیاست کسی چیز کی اصلاح کے لیے کھڑے ہو جانے اور کمربستہ ہو جانے کو کہا جاتا ہے۔

2. سیاسیین کے فرائض

انبیاء کرامؑ کی سیاست کاری کی مندرجہ بالا حکمت بیان کرنے کے بعد اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی مزید لکھتے ہیں:

أَيْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا ظَهَرَ فِيهِمْ فَسَادٌ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُمْ نَبِيًّا يُقِيمُ لهم أَمْرَهُمْ وَيُزِيلُ مَا غَيَّرُوا مِنْ أَحْكَامِ التَّوْرَاةِ، وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لِلرَّعِيَّةِ مِنْ قَائِمٍ بِأُمُورِهَا يَحْمِلُهَا عَلَى الطَّرِيقِ الْحَسَنَةِ وَيُنْصِفُ الْمَظْلُومَ مِنَ الظَّالِمِ قَوْلُهُ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي أَيْ فَيَفْعَلُ مَا كَانَ أُولَئِكَ يَفْعَلُونَ قَوْلُهُ، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُأَيْ بَعْدِي۔[8]

"اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رعایا کے لیے اس امر کا اہتمام ضروری ہے کہ اُن کے (نظمِ اجتماعی کے) معاملات کو قائم رکھا جائے اور انہیں راستی پر جاری رکھا جائے اور مظلوم کو ظالم سے انصاف دلایا جائے، نبی کریم ﷺ کے اس فرمان: "بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے بعد نبی کا آنا ممکن ہوتا تو بنی اسرائیل کی طرح میری امت میں (آنے والے زمانوں میں) برپا ہونے والے فساد کی وہ نبی اصلاح کرتا (لیکن میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)، سو انبیائے بنی اسرائیل کا نظمِ اجتماعی کی صلاح و فلاح کا کام سرانجام دینے کے لیے خلفاء ہوں گے"۔

[7] Imām Badr al-Dīn ʿAynī, Muḥammad ibn Aḥmad, *ʿUmdat al-Qārī, Sharḥ al-Bukhārī* (Beirut: n.p.), vol. 16, 143; Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, *Fatḥ al-Bārī, Sharḥ al-Bukhārī*, vol. 7, 307; Imām Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī, *Sharḥ al-Nawawī, Ṣaḥīḥ Muslim*, kitāb al-imārah, bāb wujūb al-wafāʾ bi-bayʿat al-khalīfah.

[8] ʿAllāmah Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī, *Fatḥ al-Bārī, kitāb: Aḥādīth al-Anbiyāʾ, bāb: Dhikr Banī Isrāʾīl* (Cairo: al-Maktabah al-Salafiyyah, 1390 AH), vol. 6, 497, ḥadīth no. 3460.

3. اسلامی سیاست اور مسلم مفکرین کی آراء

علامہ ابن جوزیؒ[9] فرماتے ہیں:

أنه يحسن لهم العمل برأيهم فيقطعون من لا يجوز قطعه ويقتلون من لا يحل قتله ويوهمهم أن هذه سياسة وتحت هذا من المعنى أن الشريعة ناقصة تحتاج إلى إتمام ونحن نتمها بآرائنا وهذا من أقبح التلبيس لأن الشريعة سياسة إلهية ومحال أن يقع في سياسة الإله خلل يحتاج معه إلى سياسة الخلق قال الله عز و جل ما فرطنا في الكتاب من شيء[10] وقال لا معقب لحكمه "[11] فمدعي السياسة مدعي الخلل في الشريعة وهذا يزاحم الكفر-[12]

"شیطان حکمرانوں کو یہ دھوکہ دیتا ہے کہ امور سیاست میں اپنی ذاتی صوابدید پر عمل کرو۔ اسی تلبیس ابلیس کی وجہ سے وہ شریعت کے مقابلے میں بھی اپنی ذاتی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ یہ بہت بڑا فریب ہے۔ اس لیے کہ شریعت سیاست الٰہیہ ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ خدائی سیاست میں کوئی خلل یا کمی ہو، جس کی وجہ سے مخلوق کی وضع کردہ سیاست کی ضرورت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے "اور فرمایا:"تو جو شخص اس لادین سیاست کا مدعی ہے۔ وہ دراصل شریعت میں کمی کا مدعی ہے اور یہ کفر کی بات ہے"۔

اسلامی سیاست کے بارے میں علامہ حافظ ابن قیمؒ(متوفی:751ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا نَقُولُ إِنَّ السِّيَاسَةَ العَادِلَةَ مُخَالِفَةٌ لِلشَّرِيعَةِ الْكَامِلَةِ بَلْ هِيَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَائِهَا وَبَابٌ مِنْ أَبْوَابِهَا وَ تَسْمِيَتُهَا سِيَاسَةً أَمْرٌ إِصْطِلَاحِي وَإِلَّا فَإِذَا كَانَتْ عَدْلًا فَهِيَ مِنَ الشَّرْعِ-[13]

"ہم یہ نہیں کہتے کہ سیاست عادلہ (اسلامی سیاست) شریعت کاملہ کے خلاف ہے۔ بلکہ یہ تو شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے اور اس کے ابواب میں سے ایک باب ہے۔ اس کو سیاست کہنا صرف ایک اصطلاح ہے ورنہ اگر یہ عدل و انصاف پر مبنی ہو، تو شریعت ہی کا ایک حصہ ہے"۔

امام علی بن خلیل الطرابلسیؒ(متوفی:844ھ) لکھتے ہیں:

اعْلَمْ أَنَّ السِّيَاسَةَ شَرْعٌ مُغَلَّظٌ.وَالسِّيَاسَةُ نَوْعَانِ: سِيَاسَةٌ ظَالِمَةٌ فَالشَّرْعِيَّةُ تُحَرِّمُهَا.وَسِيَاسَةٌ عَادِلَةٌ تُخْرِجُ الْحَقَّ مِنْ الظَّالِمِ وَتَدْفَعُ كَثِيرًا مِنْ الْمَظَالِمِ وَتَرْدَعُ أَهْلَ الْفَسَادِ، وَيُتَوَصَّلُ بِهَا إِلَى الْمَقَاصِدِ الشَّرْعِيَّةِ لِلْعِبَادِ.فَالشَّرْعِيَّةُ يَجِبُ الْمَصِيرُ إِلَيْهَا وَالِاعْتِمَادُ فِي إِظْهَارِ الْحَقِّ عَلَيْهَا، وَهِيَ بَابٌ وَاسِعٌ تَضِلُّ فِيهِ الْأَفْهَامُ وَتَزِلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ، وَإِهْمَالُهُ يُضَيِّعُ الْحُقُوقَ وَيُعَطِّلُ الْحُدُودَ وَيُجْرِئُ أَهْلَ الْفَسَادِ وَيُعِينُ أَهْلَ الْعِنَادِ، وَالتَّوَسُّعُ فِيهِ يَفْتَحُ أَبْوَابَ الْمَظَالِمِ الشَّنِيعَةِ وَيُوجِبُ سَفْكَ الدِّمَاءِ وَأَخْذَ الْأَمْوَالِ الْغَيْرِ الشَّرْعِيَّةِ، وَلِهَذَا سَلَكَ فِيهِ طَائِفَةٌ مَسْلَكَ التَّفْرِيطِ الْمَذْمُومِ فَقَطَعُوا النَّظَرَ عَنْ هَذَا الْبَابِ إِلَّا فِيمَا

---

[10] al-Anʿām, 6:38.Sūrat

[11] al-Raʿd, 13:41.

[12] ʿAllāmah Ibn Qayyim al-Jawzī, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAlī, *Talbīs Iblīs* (Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1st ed., 1985), 162.

[13] ʿAllāmah Ibn Qayyim al-Jawzī, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAlī, *al-Ṭarīq al-Ḥukmiyyah*, 17; *Iʿlām al-Muwaqqiʿīn*, vol. 4, 462.

قَلَّ ظَنًّا مِنْهُمْ أَنَّ تَعَاطِيَ ذَلِكَ مُنَافٍ لِلْقَوَاعِدِ الشَّرْعِيَّةِ، فَسَدُّوا مِنْ طُرُقِ الْحَقِّ سُبُلًا وَاضِحَةً، وَعَدَلُوا إِلَى طَرِيقٍ مِنْ الْعِنَادِ فَاضِحَةٍ؛ لِأَنَّ فِي إِنْكَارِ السِّيَاسَةِ الشَّرْعِيَّةِ رَدًّا لِلنُّصُوصِ الشَّرْعِيَّةِ وَتَغْلِيطًا لِلْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ.وَطَائِفَةٌ سَلَكَتْ فِي هَذَا الْبَابِ مَسْلَكَ الْإِفْرَاطِ فَتَعَدَّوْا حُدُودَ اللَّهِ وَخَرَجُوا عَنْ قَانُونِ الشَّرْعِ إِلَى أَنْوَاعٍ مِنْ الظُّلْمِ وَالْبِدَعِ السِّيَاسِيَّةِ، ۔[14]

"سیاست (تعزیری سزائیں) تعزیری اور تغلیظی قانون ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ سیاست ظالمہ جسے شریعت نے حرام ٹھہرایا ہے اور سیاست عادلہ جس کے ذریعے مظلوم کو اس کا حق دلایا جاتا ہے۔ مفسدین کی سرکوبی کی جاتی اور شریعت کے اصل مقاصد پورے کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی شرعی سیاست کا اختیار کرنا واجب ہے۔۔۔۔ سیاست عادلہ (اسلامی سیاست) سے آنکھیں بند کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کو ترک کرنے سے لوگوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ جرائم پیشہ لوگوں کو مواقع فراہم ہوتے ہیں، مظالم خونریزی، آبروریزی اور لوگوں کے اموال پر غاصبانہ قبضہ کرنے کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس قسم کی سیاست شرعیہ سے انکار کرنا شرعی لفوص اور خلفاء راشدین کی تردید کے مترادف ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے اس بارے میں انتہا پسندی کا دوسرا رخ اختیار کر رکھا ہے انہوں نے شرعی حدود سے تجاوز کر کے ظلم کے مختلف اقسام اور سیاسی بدعات ایجاد کرلی ہیں"۔

آگے لکھتے ہیں:

وَتَوَهَّمُوا أَنَّ السِّيَاسَةَ الشَّرْعِيَّةَ قَاصِرَةٌ عَنْ سِيَاسَةِ الْحَقِّ وَمَصْلَحَةِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ جَهْلٌ وَغَلَطٌ فَاحِشٌ، فَقَدْ قَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ "الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ" فَدَخَلَ فِي هَذَا جَمِيعُ مَصَالِحِ الْعِبَادِ الدِّينِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ عَلَى وَجْهِ الْكَمَالِ. وَقَالَ رَسُولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – "تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللَّهِ، وَسُنَّتِي" وَطَائِفَةٌ تَوَسَّطَتْ وَسَلَكَتْ فِيهِ مَسْلَكَ الْحَقِّ وَجَمَعُوا بَيْنَ السِّيَاسَةِ وَالشَّرْعِ فَقَمَعُوا الْبَاطِلَ وَدَحَضُوهُ وَنَصَبُوا الشَّرْعَ وَنَصَرُوهُ، وَاَللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔[15]

"یہ لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ سیاست شرعیہ امت کی مصلحت اور مفاد عامہ کے تحفظ سے قاصر ہے۔ یہ جہالت اور بد ترین غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ہم نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اس دین میں بندوں کی دینی اور دنیوی مصلحین کامل طور پر موجود ہیں اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جب تک تم کتاب وسنت پر عمل کروگے تو کسی طرح بھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور ایک گروہ نے ثالثی کی اور حق کی راہ پر چلی، اور انہوں نے سیاست اور شریعت کو یکجا کیا، تو انہوں نے باطل کو دبایا اور اس کی تردید کی، اور شریعت کو قائم کیا اور اس کی تائید کی، اور خدا جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے"۔

اسی طرح علامہ ابن نجیم مصری حنفیؒ (970ھ-926ھ) لکھتے ہیں:

[14] Imām ʿAlāʾ al-Dīn, ʿAlī ibn Khalīl al-Ṭarābulusī, *Muʿīn al-Aḥkām fīmā Yataraḍad Bayn al-Khaṣmayn min al-Aḥkām* (Egypt: n.p., 1310 AH), 207.
[15] Imām ʿAlāʾ al-Dīn, ʿAlī ibn Khalīl al-Ṭarābulusī, *Muʿīn al-Aḥkām fīmā Yataraḍad Bayn al-Khaṣmayn min al-Aḥkām*, 207.

وَالسَّيَاسَةُ نَوْعَانِ سِيَاسَةٌ عَادِلَةٌ تُخْرِجُ الْحَقَّ مِنَ الظَّالِمِ الْفَاجِرِ فَهِيَ مِنَ الشَّرِيعَةِ عَلِمَهَا مَنْ عَلِمَهَا وَ جَهِلَهَا مَنْ جَهِلَهَا وَ قَدْ صَنَّفَ النَّاسُ فِي السَّيَاسَةِ الشَّرْعِيَّةِ كُتبًا مُتَعَدِّدَةً وَ النَّوْعُ الْأَخَرُ سِيَاسَةٌ ظَالِمَةٌ فَالشَّرِيعَةُ تُحَرِّمُهَا[16]

"سیاست کی دو قسمیں ہیں۔ سیاست عادلہ جس کے ذریعے مظلوم کو ظالم وفاجر سے اس کا حق دلایا جاتا ہے۔ یہ شریعت ہی کا ایک حصہ ہے۔ جانتا ہے اس کو جو جانتا ہے۔ اور نہیں جانتا اس کو جو نہیں جانتا۔ لوگوں نے سیاست شرعیہ کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں، اور دوسری قسم ہے سیاست ظالمہ، جس کو شریعت حرام ٹھہراتی ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ ملک وملّت اور امت کے نظم اجتماعی اور مصالح کی تدبیر و تنظیم ضروریات میں سے ہے، کیونکہ اس کے بغیر انتشار و تفریق ہو گی، فساد برپا ہو گا، امن غارت ہو جائے گا، باطل کا غلبہ بھی ہو سکتا ہے، ظلم کا دور دورہ ہو سکتا ہے اور مظلوم کی دادرسی نہ ہو پائے گی۔

مبحث سوم: اسلام میں سیاست، حکومتی فرائض اور عہدوں کی امانت

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

قَالَ كُلُّكُم رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مسؤول عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مسؤول عَنْ رَعِيَّتِهِ۔[17]

"تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص اپنے ماتحت لوگوں کی طرف سے جواب دہ ہے، سربراہِ ملک نگہبان ہے اور وہ اپنے ماتحت لوگوں کی طرف سے جواب دہ ہے، مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف سے جواب دہ ہے، عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اور وہ اپنے ماتحت لوگوں کی طرف سے جواب دہ ہے، نوکر اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اور وہ اپنے زیر تصرف چیزوں کی طرف سے جواب دہ ہے اور میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اپنے زیر تصرف چیزوں کی طرف سے جواب دہ ہے اور تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔

ارشاد ربانی ہے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ[18]

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معرُوف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے۔ اور تمام معاملات کا انجامِ کار اللہ کے ہاتھ میں ہے"۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

---

16 ʿAllāmah Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm, *al-Baḥr al-Rāʾiq*, kitāb al-ḥudūd, ḥadd al-sariqah, vol. 5, 86.

17 Imām Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, kitāb al-nikāḥ, bāb al-marʾah rāʿiyah fī bayt zawjihā, vol. 5, 1996, ḥadīth no. 4904.

18 al-Ḥajj, 22:41.

"یعنی اللہ کے مدد گار اور اس کی تائید و نصرت کے مستحق لوگوں کی صفات یہ ہیں کہ اگر دنیا میں انہیں حکومت و فرمانروائی بخشی جائے تو ان کا ذاتی کردار فسق و فجور اور کبر و غرور کے بجائے اقامت صلوٰۃ ہو، ان کی دولت عیاشیوں اور نفس پرستیوں کے بجائے ایتائے زکوٰۃ مسلسل میں صرف ہو، ان کی حکومت نیکی کو دبانے کے بجائے اسے فروغ دینے کی خدمت انجام دے اور ان کی طاقت بدیوں کو پھیلانے کے بجائے ان کے دبانے میں استعمال ہو۔ اس ایک فقرے میں اسلامی حکومت کے نصب العین اور اس کے کارکنوں اور کار فرماؤں کی خصوصیات کا جوہر نکال کر رکھ دیا گیا ہے۔ کوئی سمجھنا چاہے تو اسی ایک فقرے سے سمجھ سکتا ہے کہ اسلامی حکومت فی الواقع کس چیز کا نام ہے"۔[19]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامِ صلوٰۃ و نظامِ زکوٰۃ کے قیام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نفاذ کے لیے زمین پر اقتدار کا ہونا ضروری ہے۔

1. سیاست کی فلسفیانہ تفہیم

دینی درسیات میں فلسفے کی تعریف یہ بتائی جاتی ہے کہ:

فلسفہ چیزوں کی حقیقت و ماہیت کو، جیسا کہ وہ ہیں، جاننے کا نام ہے"۔ پھر اس کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم تہذیبِ نفس، یعنی فرد کی اپنی اصلاح ایک بنیادی عمل ہے۔ دوسری قسم تدبیرِ منزل ہے جس سے مراد ہر ایک کا خاندان سے لے کر اداروں تک اپنے دائرۂ کار و اختیار میں حُسنِ تدبیر اختیار کرنا اور احسن طریقے سے معاملات کو چلانا۔ تیسری قسم سیاستِ مُدَن ہے یعنی رعایا کی اصلاح اور ترقی، فلاح اور بہبود کے لیے مملکت و ریاست اور حکومت کے نظمِ اجتماعی کی احسن طریقے سے تدبیر کرنا۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے اوّلین خطبہ خلافت میں فرمایا تھا:

أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ، فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي، وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي، الصِّدْقُ أَمَانَةٌ، وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ، وَالضَّعِيفُ فِيكُمْ قَوِيٌّ عِنْدِي حَتَّى أُرِيحَ عَلَيْهِ حَقَّهُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَالْقَوِيُّ فِيكُمْ ضَعِيفٌ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَا يَدَعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللَّهُ بِالذُّلِّ، وَلَا تَشِيعُ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ إِلَّا عَمَّهُمُ اللَّهُ بِالْبَلَاءِ، أَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ۔[20]

"لوگو! میں تمہارا امیر بنا دیا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرو۔ اگر برا کام کروں تو مجھ کو سیدھا کر دو۔ سچائی ایک امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے چنانچہ میں اس کا شکوہ دور کر دوں گا اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے چنانچہ میں اس سے حق لوں گا۔ جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے اللہ اس پر ذلت کو مسلط کر دیتا ہے اور جس قوم میں بری باتیں عام ہو جاتی ہیں اللہ ان پر مصیبت کو مستولی کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو۔ اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت فرض نہیں ہے"۔

[19] Maulānā Sayyid Abū al-Aʿlā Maudūdī, *Tafhīm al-Qurʾān*, vol. 3, 113.

[20] ʿAllāmah Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, *al-Bidāyah wa al-Nihāyah* (Riyadh: Dār Hajar li-al-Ṭibāʿah wa al-Nashr wa al-Tawzīʿ wa al-Iʿlān, 1424 AH), vol. 9, 415.

اس خطبہ میں اسلامی ریاست کے قواعد وضوابط اور حکومت کے فرائض کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ حکومت کی اولین ذمہ داری عدلِ اجتماعی کا قیام ہے، ظلم کی طرف بڑھنے والے ظالم کے ہاتھ کو جھٹکنا ہے اور مظلوم کی داد رسی کرنا ہے، معاشرے میں عفّت، حیا اور تقوی کو فروغ دینا، جہاد کے شِعار کو جاری رکھنا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو جادۂ مستقیم پر کاربند رہنا ہے۔

2. سیاست اور نظمِ اجتماعی

الغرض سیاست یعنی امت کے نظمِ اجتماعی کی تدبیر وتنظیم فریضۂ نبوت ہے، اور مسلمانوں کے نظمِ اجتماعی کی ضرورت ہے، اس لیے اسلام میں اس کی اہلیت کا ایک معیار مقرر کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے عامل نہیں بنائیں گے؟ آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ ضَعِيفٌ. وَإِنَّهَا أَمَانَةُ. وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ. إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وأدى الذي عليه فيها۔[21]

"اے ابوذر! تم کمزور ہو، اور یہ (امارت) امانت ہے اور قیامت کے دن یہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث ہو گی، مگر وہ شخص جس نے اسے حق کے مطابق قبول کیا اور اس میں جو ذمہ داری اس پر عائد ہوئی تھی اسے (اچھی طرح) ادا کیا"۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف عہدوں کو امانت بتایا بلکہ اس بات کی طرف اشارہ بھی دیا کہ جو شخص کسی منصب کی متعلقہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اسے اس منصب سے باز رہنا چاہیے کیوں کہ آخرت میں وہ اس کی رسوائی کا سبب بن سکتا ہے۔ بروز جزا اللہ رب العزت ایک ایک عہدہ دار اور ذمہ دار سے اس کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں حساب لینے والا ہے۔

گویا کہ سیاست اور حکومت ایک امانت اور بھاری ذمہ داری ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا۔[22]

"مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو، اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سُنتا اور دیکھتا ہے"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالی نے اس بات کی تلقین فرمائی ہے کہ جس کے ہاتھ میں کوئی امانت ہے اس کے ذمہ یہ لازم ہے کہ امانت کو اس کے اہل ومستحق تک پہنچائے اور اس آیت میں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ امانت کا لفظ جمع کے ساتھ آیا ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ امانت صرف یہی نہیں کہ کسی کا کوئی مال رکھا ہو اس کو ہی امانت کہا جائے بلکہ اس کے علاوہ انسان پر عائد بے شمار ذمہ داریاں خاص طور پر حکومت کے جتنے عہدے اور مناصب ہیں وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں جس کے امین وہ حکام اور افسر ہیں جن کے ہاتھ میں معزولی اور تعیناتی کے اختیارات ہیں، چنانچہ ان کیلئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ عہدہ کسی ایسے افراد کے سپرد کریں جو اپنی علمی یا عملی کارکردگی کے لحاظ سے اس کا اہل نہیں ہے بلکہ ان پر لازم ہے کہ ہر کام اور ہر عہدے کے لحاظ سے اپنے دائرہ حکومت میں ایسے افراد تلاش کریں جو ان عہدوں اور مناصب کے

[21] Imām Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, kitāb al-imārah, bāb karāhat al-imārah bi-ghayr ḍarūrah, vol. 3, 457, ḥadīth no. 1825.
[22] al-Nisāʾ, 4:58.

مستحق ہیں البتہ اگر کوئی ایسا شخص میسر نہ آئے جو عہدے کی تمام شرائط پر پورا اترتا ہو تو ایسی صورت میں تمام لوگوں میں امانت داری اور قابلیت کے لحاظ سے جو موجودہ لوگوں پر فائق ہو اسے ترجیح دی جائے۔

اسلام نے اپنی پوری تاریخ میں ریاست وحکومت کی اہمیت کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ انبیاء کرامؑ وقت کی اجتماعی قوت کو اسلام کے تابع کرنے کی جدوجہد کرتے رہے۔ ان کی دعوت کا مرکزی تخیل ہی یہ تھا کہ اقتدار خدا اور صرف خدا کے لئے خالص ہو جائے اور شرک اپنی ہر جلی اور خفی شکل میں ختم کر دیا جائے۔

مبحث چہارم: اسلام اور ریاست وسیاست

اسلام اور حکومت وریاست دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔ اور اس کا آپس میں ایک مربوط رشتہ ہے۔ پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی ہے اور حکومت گویا اُس کی نگہبان ہے۔ جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہبان نہ ہو وہ لُوٹ لیا جاتا ہے۔ سیاست وریاست کا ادارہ انسانی سماج کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر منظم اجتماعی زندگی کا تصور مشکل ہے۔ اسلام انسان کی پوری زندگی کے لئے ہدایت ورہنمائی دیتا ہے۔ اسلام حکومت وسیاست میں کسی تفریق کا روادار نہیں۔ وہ پوری زندگی کو خدا کے قانون کے تابع کرنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے حکومت کو بھی اسلامی اصولوں پر مرتب کرتا ہے اور ریاست کو اسلام کے قیام اور اس کے استحکام کے لئے استعمال کرتا ہے۔ یہ روش دنیا اور آخرت دونوں میں عذاب الٰہی کی موجب ہے کہ کچھ احکام الٰہی کو تو تسلیم کیا جائے اور کچھ دوسرے احکام سے صرف نظر اور روگردانی اختیار کی جائے، خواہ خواہش اور نفس کی اندرونی وحشت کی بنا پر یا کسی بیرونی دباؤ یا مرعوبیت کی وجہ سے۔ دین اور ریاست وحکومت کا انتہائی قریبی تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہیں کہ اگر ریاست وحکومت اسلام کے بغیر ہوں تو ظلم اور بے انصافی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور ان کے نتیجہ میں "چنگیزی" رونما ہوتی ہے اور اگر اسلام ریاست وحکومت کے بغیر ہو تو اس کا ایک حصہ معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور خدا کا دین حکمرانی اور غلبہ کے بجائے غلامی اور مغلوبیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ریاست حکومت کو اسلامی بنیادوں پر قائم کیا جائے اور مکمل طور پر حکومت اسلام کی پابند ہو۔

1. اسلامی تناظر میں عہدوں کی حیثیت

اسلام نے دنیا کے اس رجحان عام کے بالکل برعکس ان عہدوں اور مناصب کو حقوق کی فہرست میں شمار کرنے کی بجائے، امانت کی حیثیت دی ہے۔ اس وجہ سے ایک صحیح اسلامی ماحول کے اندر یہ عہدے اور مناصب چاہنے اور طلب کرنے کی چیز نہیں سمجھے جاتے۔

جو لوگ آخرت کی زندگی، قیامت کی باز پرس اور جزا و سزا کے قائل ہوں وہ خود حتّی الامکان ان سے دور ہی رہیں گے اور اگر یہ ذمہ داری ان کو سونپ دی گئی تو پھر اس بات کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے کہ قیامت کے دن یہ ذمہ داری اس کے لئے ندامت ورسوائی کا سبب نہ بنے۔ اس حقیقت کو حضور پاک ﷺ نے حضرت ابو ذر غفاریؓ کو سمجھایا تھا جب انہوں نے آنحضرت ﷺ سے حکومت کے کسی عہدے کے لئے درخواست کی تھی۔[23]

[23] Imām Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, kitāb al-imārah, bāb karāhat al-imārah bi-ghayr ḍarūrah, vol. 3, 457, ḥadīth no. 1825.

صرف یہی نہیں کہ اسلام نے ان عہدوں اور مناصب کو امانت قرار دیا ہے بلکہ ان کو خدا کی امانت قرار دیا ہے۔ عام دنیاوی حکومتوں میں اول تو یہ امانت کا تصور سرے سے موجود ہی نہیں ہے اور اگر کہیں کوئی دھندلا سا تصور ہے بھی تو وہ قومی امانت کا ہے۔ اس وجہ سے جہاں قومی حمیت پر زور ہوتی ہے یا قوم کے احتساب کا اندیشہ قوی ہوتا ہے، وہاں تو امانت داری کو ظاہر داری ایک حد تک برت لی جاتی ہے لیکن جہاں یہ حس قومی یا احتساب کا کھٹکا موجود نہ ہو وہاں ہر طرح کی خیانت کے لئے ہاتھ پاؤں بھی آزاد ہو جاتے ہیں اور ضمیر بھی بالکل بے حس ہو جاتا ہے۔

2. عہدے اللہ کی امانت

لیکن اسلام نے ان کو خدا کی امانت قرار دے کر ان کی نگرانی کے لئے دہرے پہرے بٹھا دیے ہیں۔ قوم کی نگاہیں چوک سکتی ہیں لیکن خدا کی نگاہ سے کوئی مخفی سے مخفی خیانت بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ وہ خیانتوں اور بدعنوانیوں کو دیکھتا بھی ہے اور امانت داروں میں جس حد تک خلوص یا ریاکاری ہے ان کو اچھی طرح پرکھتا بھی ہے۔ ذیل کے چند احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ امانت اور ذمہ داری کی اسلام میں کتنی بڑی اہمیت ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من ولی القضا ذبح بغیر سکین۔ [24]

"جس کو منصب قضا پر فائز کیا گیا وہ گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا"۔

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتْ الْفَاطِمَةُ۔ [25]

"ایک زمانہ آئے گا کہ تم لوگ امارت (سرداری) کی حرص کرو گے حالانکہ یہ قیامت کے دن ندامت کا سبب ہوگی یہ کیا ہی اچھی دودھ پلانے والی اور کیا ہی بری دودھ چھڑانے والی ہے یعنی اس کا آغاز نہایت دلکش اور لذیز لیکن اس کا انجام اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے نہایت ہولناک ہے"۔

مبحث پنجم: عہدوں کی برآوی اور اسلامی تعلیمات

اس میں شبہ نہیں کہ یہ سارے ڈر ان لوگوں کے لئے ہیں جو کسی عہدہ کی ذمہ داریاں اس کو اٹھانے کے بعد ادا نہ کریں۔ رہے وہ لوگ جو ان کی ذمہ داریاں ٹھیک ٹھیک ادا کریں تو ان کے اجر و ثواب کی بھی حد نہیں ہے۔

اسی تسلسل میں حضرت عبد الرحمٰن بن سمرۃ کی روایت بھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ أُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا ۔ [26]

---

[24] Imām Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd* (Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah, 1430 AH), vol. 5, 425, ḥadīth no. 3571.

[25] Imām Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, kitāb al-aḥkām, bāb mā yukrahu min al-ḥirṣ ʿala al-imārah, vol. 6, 2613, ḥadīth no. 6729.

[26] Imām Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, kitāb al-imārah, bāb karāhat al-imārah bi-ghayr ḍarūrah, vol. 3, 1456, ḥadīth no. 1823.

"اے عبد الرحمٰن! امارت طلب نہ کرنا کیونکہ اگر تم کو طلب کرنے سے (امارت) ملی تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے (اس کی تمام تر ذمہ داریاں خود اٹھاؤ گے، اللہ کی مدد شامل نہ ہو گی) اور اگر تمہیں مانگے بغیر ملی تو (اللہ کی طرف سے) تمہاری اعانت ہو گی"۔

لیکن اس کے باوجود اوپر کی وعیدوں سے جو شخص واقف ہو گا وہ اپنے آپ کو خود کسی طرح اس بات کے لئے پیش کرے گا کہ اس کو بغیر چھری کے ذبح کر دیا جائے۔

یہ اصول بھی قرآن وسنت سے اخذ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِكُمْ وَ أَنتُمْ تَعْلَمُونَ۔ [27]

"اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے خیانت مت کرو۔ تم اپنی امانتوں میں خیانت کرتے ہو اور تم جانتے ہو"۔

اسلامی نظام حکومت میں مناصب اور عہدے سماجی اور معاشرتی اہمیت کے حامل افراد میں ان کے حق کے طور پر تقسیم نہیں کیے جاتے اور نہ ہی ایسے اسباب کو اہمیت دی جاتی ہے جن کا کارکردگی سے براہ راست تعلق نہ ہو۔ کیونکہ اسلامی نظام حیات سماجی اونچ نیچ کا قلع قمع کرتا ہے۔ اس کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں۔ برتری کا معیار عمل اور صلاحیت ہے۔ اس لیے منصب کی ذمہ داری کا بوجھ صرف اسی پر ڈالا جاتا ہے جو امانت و دیانت سے اپنے منصب کا حق ادا کر سکتا ہے۔ اسلام تمام سماجی، نسلی اور لسانی تعصباب سے بالاتر ہو کر مناصب حکومت کے لیے مناسب افراد کے تعین کا سبق دیتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری کی ایک روایت کے مطابق کہ میں اور میرے چچا کے بیٹوں میں سے دو آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دونوں میں سے ایک نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی تولیت میں جو دیا ہے اس کے کسی حصے پر ہمیں امیر بنا دیجیے۔ دوسرے نے بھی یہی کہا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّا وَاللَّهِ لَا نُوَلِّي عَلَى هَذَا الْعَمَلِ أَحَدًا سَأَلَهُ وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ۔ [28]

"اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو اس کام کی ذمہ داری نہیں دیتے جو اس کو طلب کرے، نہ ایسے شخص کو بناتے ہیں جو اس کا خواہش مند ہو"۔

1. عہدہ اور اخروی جواندہی

اسلام کے تصور سیاست میں حکومت کے عہدے اجتماعی ذمہ داریاں اور امانتیں ہیں۔ یہ کسی کا حق نہیں ہے بلکہ جن لوگوں میں ان کی ادائیگی کی صلاحیت ہے صرف انہی کے ذمے لگائے جائیں گے جو کہ قیامت کے دن جوابدہ ہوں گے۔

حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا:

فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلَى أُمُورٍ مِمَّا وَلَّانِي اللَّهُ، فَيَأْتِي أَحَدُكُمْ، فَيَقُولُ: هَذَا لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي، فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَبَيْتِ أُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا، فَوَاللَّهِ لَا يَأْخُذُ

27 al-Anfāl, 8:27.

28 Imām Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, kitāb al-imārah, bāb karāhat al-imārah bi-ghayr ḍarūrah, vol. 3, 1456, ḥadīth no. 1833.

أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا، قَالَ هِشَامٌ: بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا جَاءَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَلَا فَلَأَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللَّهَ رَجُلٌ بِبَعِيرٍ لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ۔ [29]

"میں کچھ لوگوں کو بعض ان کاموں کے لیے عامل بناتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سونپے ہیں، پھر تم میں سے کوئی ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو پھر کیوں نہ وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں بیٹھا رہا تاکہ وہیں اس کا ہدیہ پہنچ جاتا۔ پس اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی اگر اس مال میں سے کوئی چیز لے گا۔ ہشام نے آگے کا مضمون اس طرح بیان کیا کہ بلا حق کے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس طرح لائے گا کہ وہ اس کو اٹھائے ہوئے ہوگا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں اسے پہچان لوں گا جو اللہ کے پاس وہ شخص لے کر آئے گا، اونٹ جو آواز نکال رہا ہوگا یا گائے جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی یا بکری جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کے بغلوں کی سفیدی دیکھی اور فرمایا کیا میں نے پہنچا دیا۔"۔

اسی طرح حضرت عدی بن عمیرہ کندی کی روایت بھی اس موضوع پر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ كَانَ غُلُولًا يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مِنَ الْأَنْصَارِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ، قَالَ: وَمَا لَكَ، قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: وَأَنَا أَقُولُهُ الْآنَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَجِئْ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ، فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهَى ، ۔ [30]

"ہم تم میں سے جس شخص کو کسی کام پر عامل مقرر کریں اور وہ ایک سوئی یا اس سے بڑی کوئی چیز ہم سے چھپالے تو یہ خیانت ہوگی، وہ شخص قیامت کے دن اسے ساتھ لے کر آئے گا۔" (حضرت عدی نے) کہا: میں دیکھ رہا تھا، (یہ بات سن کر) انصار میں سے کالے رنگ کا ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! آپ مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجئے! آپ نے فرمایا: "تمہیں کیا ہوا؟" اس نے کہا: میں نے آپ کو اس اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے (میں اس وعید سے ڈرتا ہوں۔) آپ نے فرمایا: میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ہم تم میں سے جس شخص کو کسی کام کا عامل بنائیں وہ ہر چھوٹی اور بڑی چیز کو لے کر آئے، اس کے بعد اس میں سے جو چیز اس کو دی جائے وہ لے لے اور جو چیز اس سے روک لی جائے اس سے دور رہے"۔

---

[29] Imām Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, kitāb al-aḥkām, bāb muḥāsabat al-imām ʿummālah, vol. 6, 2632, ḥadīth no. 6772.
[30] Imām Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, kitāb al-imārah, bāb karāhat al-imārah bi-ghayr ḍarūrah, vol. 3, 1463, ḥadīth no. 1832.

2. عہدہ اور ملکہ اہلیت اسلامی تناظر میں

اسلامی کے سیاسی نظام میں امور ریاست میں اہلیت کی بنیاد پر عہدہ دیا جاتا ہے۔ جو شخص ذمہ داری کو کما حقہ ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ منصب قضاء کے لیے فہم و فراست کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا، فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ بِهِ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ۔[31]

"تم میرے پاس جھگڑے لے کر آتے ہو، ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی اپنی دلیل کے ہر پہلو کو بیان کرنے کے لحاظ سے دوسرے کی نسبت زیادہ ذہین و فطین (ثابت) ہو اور میں جس طرح اس سے سنوں اسی طرح اس کے حق میں فیصلہ کر دوں، تو جس کو میں اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ دوں وہ اسے نہ لے، میں اس صورت میں اس کے لیے آگ کا ٹکرا کاٹ کر دے رہا ہوں گا"۔

اس بات کی اہمیت اس آیت سے بھی واضح ہوتی ہے جس میں پیمانہ ایمانداری اور طاقتور ہونے کا ذکر ہے:

قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ۔ [32]

"ان دونوں عورتوں میں سے ایک نے اپنے باپ سے کہا" ابا جان، اِس شخص کو نوکر رکھ لیجیے، بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو"۔

عہدوں کے امانت اور آزمائش ہونے کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد فرماتا ہے۔ جو خود تو ان سے بھاگتے ہیں لیکن اس کے باوجود کسی عہدے کے لیے پیش کرتے اور اس سے ڈرنے اور بھاگنے کے بجائے درخواستیں دے کر اس کو اپنے گھر بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا عام قانون یہ ہے کہ جو آزمائش وہ اپنی طرف سے بندوں پر ڈالتا ہے اس میں ان کی مدد فرماتا ہے، اور اگر وہ اس سے ٹھیک ٹھیک عہدہ بر آ ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی اس کوشش میں ان کو کامیابی بھی عطا فرماتا ہے۔ لیکن کسی آزمائش میں ڈالے جانے کے لیے کوئی شخص اگر اپنے آپ کو خود پیش کرتا ہے۔ تو وہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور مدد فرمانے کے بجائے بالکل غیر جانبدار ہو کر دیکھتا ہے۔ کہ جس ذمہ داری کی اس نے اتنے شوق سے اٹھایا ہے اس کو کس حد تک سنبھالتا ہے۔ اور کیا بناتا ہے۔

3. صالحین اور عہدہ

اللہ کے صالح بندے ہمیشہ عہدوں اور ذمہ داریوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر ان پر اس قسم کا کوئی بوجھ ان کی خواہش کے خلاف ڈال دیا گیا ہے۔ تو ان کی ساری زندگی اس بوجھ کے نیچے دب کر رہ جاتی ہے۔ سب سو رہے ہیں، وہ جاگ رہے ہیں سب بے فکر ہیں وہ سب کے لیے فکر مند اور غمگین ہیں۔ سب اپنی اور اپنے بال بچوں کی خوشیوں کے اسباب فراہم کرنے میں منہمک ہیں۔ اور وہ ساری خدائی کا بوجھ اپنے سر پر اٹھائے ہوئے نہ رات کے سکون سے آشنا ہیں، نہ دن کی دلچسپیوں سے۔ یہاں ہم ان لوگوں کے احساسات کا ایک ہلکا سا عکس پیش کرنے کی کوشش کریں گے جو ان ذمہ داریوں کی صحیح اہمیت سے واقف تھے اور قوم کی طرف سے جو خدمت ان کے سپرد کی گئی تھی اس کو مومنانہ دیانت کے

31 Imām Muslim, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, kitāb al-aqḍiyah, bāb bayān anna ḥukm al-ḥākim lā yughayyir al-bāṭin, vol. 3, 1337, ḥadīth no. 1713.
32 al-Qaṣaṣ, 28:26.

ساتھ ادا کرنا چاہتے تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکے گا کہ جن بستروں پر لیٹ کر دنیا نے عیش کے مزے لوٹے ہیں، انہی بستروں پر خدا کا احساس رکھنے والے بندوں میں کیسی بے چین راتیں گزاری ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب حضرت عمر فاروقؓ کو خلافت کے لیے نامزد فرمایا تو ان کو بلا کر نصیحت فرمائی۔

أُوصِيكَ بِوَصِيَّةٍ إِنْ حَفِظْتَهَا لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ وَهُوَ مُدْرِكُكَ ، وَإِنْ ضَيَّعْتَهَا لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ وَلَنْ تُعْجِزَهُ . إِنَّ لِلَّهِ عَلَيْكَ حَقًّا فِي اللَّيْلِ لا يَقْبَلُهُ فِي النَّهَارِ ، وَحَقًّا فِي النَّهَارِ لا يَقْبَلُهُ فِي اللَّيْلِ ، وَإِنَّهَا لا تُقْبَلُ نَافِلَةٌ حَتَّى تُؤَدَّى الْفَرِيضَةُ ، وَإِنَّمَا خَفَّتْ مَوَازِينُ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاتِّبَاعِهِمُ الْبَاطِلَ فِي الدُّنْيَا , وَخِفَّتِهِ عَلَيْهِمْ , وَحُقَّ لِمِيزَانٍ لا يُوضَعُ فِيهِ إِلا الْبَاطِلَ أَنْ يَكُونَ خَفِيفًا . وَإِنَّمَا ثَقُلَتْ مَوَازِينُ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاتِّبَاعِهِمُ الْحَقَّ فِي الدُّنْيَا , وَثِقَلِهِ عَلَيْهِمْ وَحُقَّ لِمِيزَانٍ لا يُوضَعُ فِيهِ إِلا الْحَقَّ أَنْ يَكُونَ ثَقِيلا . فَإِنْ أَنْتَ حَفِظْتَ وَصِيَّتِي هَذِهِ فَلا يَكُونَنَّ غَائِبٌ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ ، وَلا بُدَّ لَكَ مِنْهُ . وَإِنْ أَنْتَ ضَيَّعْتَ وَصِيَّتِي هَذِهِ فَلا يَكُونَنَّ غَائِبٌ أَبْغَضَ إِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ ، وَلَنْ تُعْجِزَهُ۔ [33]

"میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں۔ اگر تم اس کو یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ کوئی چیز تم کو مجبور نہ ہو گی اور وہ لازماً آنی ہے اور اگر تم اس کو بھلا دو گے تو موت سے زیادہ کوئی چیز تمہارے نزدیک مبغوض نہ ہو گی، حالانکہ تم اس سے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ تم پر اللہ تعالیٰ حقوق دن میں ہیں۔ جن کو وہ رات میں نہیں قبول فرمائے گا۔ اور وہ نفل نہیں قبول کرے گا جب تک تم فرائض نہ ادا کر لو گے۔ ہلکی میزان دراصل ان لوگوں کی ہے جن کی میزان قیامت کے روز اس وجہ سے ہلکی ہو کہ انہوں نے دنیا میں باطل کی پیروی کی جو ہلکا اور بے وزن ہے۔ اور جس میزان میں باطل رکھا گیا ہے اس کے لیے یہی زیبا ہے کہ وہ ہلکی ہے۔ اور بھاری ہو کر انہوں نے دنیا میں حق کی پیروی کی جو بھاری ہے۔ اور جس میزان میں صرف حق رکھا گیا ہے اس کے لیے یہی زیبا ہے کہ وہ بھاری ہے اگر تم نے میری یہ نصیحت بھلا دی تو کوئی غائب تم کو موت سے زیادہ مبغوض نہ ہو گا اور تم اس سے بھاگ نہ سکو گے"۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی زوجہ اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا:

إِنِّي إِنَّمَا اسْتَخْلَفْتُكَ نَظَرًا لِمَا خَلَّفْتُ وَرَائِي، وَقَدْ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ مِنْ أَثَرَتِهِ أَنْفُسَنَا عَلَى نَفْسِهِ وَأَهْلَنَا عَلَى أَهْلِهِ حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَظَلُّ نُهْدِي إِلَى أَهْلِهِ مِنْ فُضُولِ مَا يَأْتِينَا عَنْهُ، وَقَدْ صَحِبْتَنِي فَرَأَيْتَنِي إِنَّمَا اتَّبَعْتُ سَبِيلَ مَنْ كَانَ قَبْلِي :وَاللَّهِ مَا نمت فحملت وَلا تَوَهَّمْتُ فَسَهَوْتُ، وَإِنِّي لَعَلَى السَّبِيلِ مَا زِغْتُ. وَإِنَّ أَوَّلَ مَا أُحَذِّرُكَ يَا عُمَرُ نَفْسَكَ، إِنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ شَهْوَةً فَإِذَا أَعْطَيْتَهَا تَمَادَتْ فِي غَيْرِهَا. وَاحْذَرْ هَؤُلاءِ النَّفَرِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذين قد انتفحت أَجْوَافُهُمْ وَطَمَحَتْ أَبْصَارُهُمْ وَأَحَبَّ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ لِنَفْسِهِ وَإِنَّ لَهُمْ لَحَيْرَةٌ عِنْدَ زَلَّةِ وَاحِدٍ

[33] Imām Abū Yūsuf, Yaʿqūb ibn Ibrāhīm, *al-Kharāj* (Egypt: al-Maktabah al-Azharīyah li al-Turāth), 21.

مِنْهُمْ؛ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَهُ. وَاعْلَمْ أَنَّهُمْ لَنْ يَزَالُوا مِنْكَ خَائِفِينَ مَا خِفْتَ اللَّهَ، وَلَكَ مُسْتَقِيمِينَ مَا اسْتَقَامَتْ طَرِيقَتُكَ. هَذِهِ وَصِيَّتِي وَ أَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ۔ [34]

"میں اپنے پیچھے جو عظیم الشان ذمہ داری چھوڑ کر جا رہا ہوں اس کو سامنے رکھ کر میں نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ تم نے رسول اکرم ﷺ کی صحبت اُٹھائی ہے۔ اور دیکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کس طرح اپنی ذات پر ہم کو اور اپنے بیوی بچوں پر ہمارے بیوی بچوں کو ترجیح دیتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کے بخشے ہوئے عطیوں کے حصہ میں سے ہم حضور ﷺ ہی کے بیوی بچوں کو ہدیے بھیجتے تھے۔ اور تم نے میری بھی صحبت اٹھائی ہے اور یہ دیکھا ہے کہ میں نے اپنے پیشترو کی کس طرح پیروی کی ہے۔ واللہ مانمت فحلمت، ولا ھمت فسھوت وانی لعلی السبیل ماذغت۔ خدا کی قسم میں بھی غافل ہو کے نہیں سویا کہ مجھے خواب نظر آتے اور نہ ہی میں نے ہوا میں قلعے بنائے کہ میں بھٹکتا، میں سیدھے راستہ قائم رہا۔ اس سے کج نہیں ہوا۔ اور سب سے پہلی چیز جس سے، اے عمر! میں تم کو ڈراتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر نفس کی ایک خاص طرح کی خواہش پوری کر دی جاتی ہے تو پھر وہ دوسری کے لیے پاؤں پھیلاتا ہے۔ رسول ﷺ کے صحابہؓ میں سے ان لوگوں سے ہوشیار رہنا جن کے پیٹ طرح طرح کے ارمانوں سے پھولے ہوئے ہیں اور جن کے دماغ اونچی اونچی فضاؤں میں پرواز کرتے ہیں بس خبردار تم وہ شخص نہ بننا اور اس بات کو خوب یاد رکھو کہ جب تک تم اللہ سے ڈرتے رہو گے، یہ لوگ تم سے ڈرتے رہیں گے اور جب تم سیدھے راستے پر رہو گے یہ لوگ تمہارے لیے سیدھے رہیں گے"۔

حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ:

أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَسْلَمْتَ حِينَ كَفَرَ النَّاسُ، وَجَاهَدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَذَلَهُ النَّاسُ، وَقُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ولم يختلف فِي خِلافَتِكَ اثْنَانِ، وَقُتِلْتَ شَهِيدًا؛ فَقَالَ :أَعِدْ عَلَيَّ. فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ؛ فَقَالَ عُمَرُ :وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ لَوْ أَنَّ مَا فِي الأَرْضِ مِنْ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ! لِي لافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ هَوْلِ الْمَطْلَعِ۔ [35]

"اے امیر المومنین، جنت کی بشارت قبول کیجئے۔ جس وقت لوگوں نے کفر کیا آپ نے اسلام قبول کیا۔ جس وقت لوگوں نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ چھوڑا آپ نے ان کے ساتھ ہو کر جہاد کیا، رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ سے راضی تھے۔ اور آپ کی خلافت میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ آپ کی موت شہادت کی موت ہو رہی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سب کچھ سننے کے بعد فرمایا، جو کچھ کہا ہے ذرا اس کو پھر دہرانا، میں نے تعمیل ارشاد کی۔ انہوں نے میری پوری بات سننے کے بعد فرمایا، اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ زمین میں جتنا سیم وزر بھی ہے اگر وہ سارے کا سارا مجھے مل جائے تو میں ظاہر ہونے والے دن کے ہول سے بچنے کے لیے فدیہ میں دے دوں گا"۔

---

34 Yaʿqūb ibn Ibrāhīm, *al-Kharāj*, 21–22.
35 Imām Abū Yūsuf, Yaʿqūb ibn Ibrāhīm, *al-Kharāj*, 23.

ریاست اہل اور موزوں ترین لوگوں کا انتخاب کرے گی وہی ان کو اختیارات سونپے گی وہی عہدے داروں کی اہلیت کے مطابق انہیں ترقی کے مناصب عطا کرے گی۔

خلاصہ کلام

اسلامی شریعت اور سیاسی نظریات کا تقابلی مطالعہ ایک جامع فکری عمل ہے جس کے ذریعے ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اسلامی معاشرت میں سیاست کا کیا مقام ہے اور اس میں شریعت کے اصولوں کا کیا اثر ہے۔ اس تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت کی بنیاد پر سیاست میں جو اصول مرتب کیے گئے ہیں وہ نہ صرف فرد کی اخلاقی تربیت اور روحانیت کے حوالے سے ہیں بلکہ اجتماعی انصاف، حکومتی ذمہ داری اور عوامی مفاد کے بارے میں بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اسلامی فکریات کے مطابق سیاست کا مقصد عوام کے حقوق کا تحفظ، انصاف کا قیام، اور عوامی مفاد کی نگہداشت ہے۔ شریعت اسلامیہ میں سیاست کو ایک معیاری فریم ورک کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو دنیا و آخرت میں کامیابی کے لیے بہترین حکومتی نظام کی تشکیل دیتا ہے۔ اس میں مشورہ، مشاورت اور عوامی رائے کے احترام کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جو اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ حکومت اور ریاست کا کام عوام کے مفاد میں فیصلے کرنا ہے۔ موجودہ دور میں جہاں جمہوریت اور کثرت پسندی جیسے جدید سیاسی نظریات نے دنیا بھر میں اپنی جگہ بنائی ہے، وہاں اسلامی شریعت کے اصول بھی ان میں اضافے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ اصول معاشرت میں اخلاقی، فکری اور سیاسی سطح پر توازن پیدا کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ ان اصولوں کو جدید سیاسی مسائل اور چیلنجز کے مطابق ڈھالا جائے۔ اسلامی فکر اور موجودہ سیاسی نظاموں کے درمیان تعلق کو مضبوط کرنا اس بات کو یقینی بنا سکتا ہے کہ اسلامی اصول اور موجودہ جمہوری تقاضے ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہوں اور ایک مستحکم، خوشحال اور انصاف پر مبنی معاشرہ تشکیل دیا جا سکے۔ اس تحقیق کے اختتام پر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی شریعت اور سیاست کے اصولوں کا انضمام موجودہ سیاسی نظاموں کے ساتھ ممکن اور فائدہ مند ہے، بشرطیکہ اس کو صحیح تناظر میں سمجھا جائے اور اسلامی فکر کی روشنی میں نئے سیاسی ڈھانچوں کو اپنایا جائے۔ اس عمل سے نہ صرف اسلامی معاشرت کی ترقی ممکن ہو سکے گی بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک متوازن اور مؤثر سیاسی نظام کی تشکیل ہو سکے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Karam, *Lisān al-ʿArab* (Beirut: Dār Ṣādir, n.d.).
* Abū al-Naṣr al-Fārābī, Muḥammad ibn Tarkhān, *al-Siyāsah al-Madīnah* (Beirut: n.p., 1964).
* Imām Ghazālī, Muḥammad ibn Muḥammad al-Ghazālī, *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn* (Beirut: Dār al-Maʿrifah).
* Imām Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, kitāb aḥādīth al-anbiyāʾ, bāb mā dhukira ʿan Banī Isrāʾīl.
* Imām Badr al-Dīn ʿAynī, Muḥammad ibn Aḥmad, *ʿUmdat al-Qārī, Sharḥ al-Bukhārī* (Beirut: n.p.).
* Imām ʿAlāʾ al-Dīn, ʿAlī ibn Khalīl al-Ṭarābulusī, *Muʿīn al-Aḥkām fīmā Yataraḍad Bayn al-Khaṣmayn min al-Aḥkām* (Egypt: n.p., 1310 AH).